

جو مسئلہ سمجھ میں نہ آئے وہ کسی مستند و ماہر
مفتی سے معلوم کر لیں۔۔ (ابوزبیر)

صدقہ فطر کے

مسائل

تالیف

مفتی محمد صاحب

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شرائطِ وجوب

صدقہ فطر کس شخص پر واجب ہے؟

صدقہ فطر ہر اس آزاد مسلمان پر واجب ہے جو بنیادی ضروریات (مکان، لباس، سواری، ضروری ہتھیار وغیرہ) سے زائد نصاب کا مالک ہو، اس میں عاقل و بالغ ہونا شرط نہیں۔

(الجوهرة النيرة: ۱/۱۷۰)

بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ صدقہ فطر صرف اس شخص پر فرض ہے جس کے ذمہ زکوٰۃ اداء کرنا فرض ہے، حالانکہ یہ درست نہیں، زکوٰۃ تو صرف سونے، چاندی، مال تجارت اور نقدی میں فرض ہوتی ہے، جبکہ صدقہ فطر کے نصاب میں زائد از ضرورت اشیاء کو بھی شمار کرنا ضروری ہے، لہذا اگر کسی کی ملکیت میں اموال زکوٰۃ بالکل موجود نہیں لیکن زائد از ضرورت اشیاء نصاب (۶۱۲،۳۵ گرام چاندی یا ۸۷۴،۹ گرام سونے کی قیمت) کی مقدار میں ہیں، یا اموال زکوٰۃ مقدار نصاب سے کم مالیت کے ہیں لیکن زائد از ضرورت اشیاء کو ملانے سے ان کی مجموعی مالیت نصاب کو پہنچ جاتی ہے تو ان دونوں صورتوں میں صدقہ فطر اداء کرنا واجب ہے۔ (الجوهرة النيرة: ۱/۱۷۰)

لوگوں میں ایک بات مشہور ہے کہ صدقہ فطر کی ادائیگی صرف اس شخص پر واجب ہے جو روزے رکھے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ صدقہ فطر ہر صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے۔ (نصاب کی تفصیل اوپر لکھ دی گئی) خواہ اس نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں اور روزہ نہ رکھنا کسی عذر سے ہو یا بلا عذر، صدقہ فطر بہر صورت اس پر واجب ہے۔

”وأما العقل والبلوغ فليسا من شرائط الوجوب في قول أبي حنيفة وأبي يوسف حتى تجب صدقة الفطر على الصبي والمجنون إذا كان لهما مال ويخرجها الولي من مالهما.“ (بدائع: ٥٣٥/٢)

”تجب على كل حر مسلم ولو صغيرا أو مجنونا ذى نصاب فاضل عن حاجته الأصلية وإن لم ينم.“ (التنوير مع شرحه: ٣٦٠/٢)

”وكذلك وجود الصوم في شهر رمضان ليس بشرط لوجوب الفطرة حتى إن من أفطر لكبر أو مرض أو سفر يلزمه صدقة الفطر لأن الأمر بأدائها مطلق عن هذا الشرط، ولأنها تجب على من لا يوجد منه الصوم وهو الصغير.“ (بدائع: ٥٣٥/٢)

صدقہ فطر کب واجب ہوتا ہے؟

صدقہ فطر عید الفطر کی صبح صادق کے وقت واجب ہوتا ہے، لہذا صبح صادق سے پہلے جو بچہ پیدا ہوا یا کافر مسلمان ہو گیا یا فقیر مالدار ہو گیا تو ان پر صدقہ فطر واجب ہے۔

اسی طرح صبح صادق کے بعد جو شخص فوت ہوا یا مالدار فقیر بن گیا اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے۔ اس کے برعکس جو شخص صبح صادق سے پہلے فوت ہو گیا یا مالدار فقیر بن گیا تو ان پر صدقہ فطر واجب نہیں، اسی طرح صبح صادق کے بعد جو بچہ پیدا ہوا یا کافر مسلمان ہوا تو ان پر بھی واجب نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیریہ: ١٩٢/١)

وأما وقت وجوب صدقة الفطر هو وقت طلوع الفجر الثاني من يوم الفطر.....ومن مات قبل طلوع الفجر لم تجب فطرته وإن مات بعده وجبت.“

(بدائع: ٥٤٤/٢)

صدقہ فطر کب اداء کیا جائے؟

مستحب تو یہ ہے کہ صدقہ فطر نماز عید سے پہلے اداء کر دیا جائے تاکہ غریب اور نادار مسلمان بھی مالداروں کے ساتھ عید کی خوشی میں شریک ہوں، لیکن کسی نے ادائیگی میں تاخیر کر دی تو صدقہ فطر اس سے ساقط نہ ہوگا، عمر بھر اس کے ذمہ واجب رہیگا، جب بھی اداء کرے اداء ہی ہوگا نہ کہ قضاء۔ اگر اداء کئے بغیر موت کا وقت آ گیا تو وصیت کرنا واجب ہے، جو میراث کی تہائی میں نافذ ہوگی۔ وصیت نہ کرنے کی صورت میں ورثہ کے ذمہ کچھ نہیں، البتہ اگر بالغ ورثہ اپنی طرف سے اداء کریں تو درست ہے۔

صدقہ فطر واجب ہونے کے بعد ادائیگی میں سستی کی، حتیٰ کہ مال ضائع ہو گیا تو بھی صدقہ فطر ذمہ میں واجب رہے گا، بخلاف زکوٰۃ و عشر کے کہ وہ مال تلف ہونے کی صورت میں ساقط ہو جاتے ہیں۔

”و يستحب إخراجها قبل الخروج إلى المصلى بعد طلوع الفجر.“

”فلا تسقط الفطرة وكذا الحج بهلاك المال بعد الوجوب.“

”إذا مات من عليه زكاة أو فطرة أو كفارة أو نذر لم تؤخذ من تركته عندنا إلا أن يتبرع ورثته بذلك وهم من أهل التبرع ولم يجبروا عليه وإن أوصى تنفذ من الثلث.“ (شامية: ۲/۳۵۹)

صدقہ الفطر عید کے دن سے کتنا پہلے دیا جاسکتا ہے؟

راج یہی ہے کہ جب بھی چاہیں صدقہ الفطر دے سکتے ہیں، لہذا رمضان کے مہینے سے پہلے پہلے اداء کرنا بھی صحیح ہے، بلکہ اگر کئی سالوں کا صدقہ الفطر ایک ساتھ دے تو بھی جائز ہے۔

فی الشامية: ”قلت: وحيث كان في المسألة قولان مصححان يخير المفتي بالعمل بأيهما شاء إلا إذا كان لأحدهما مرجح ككونه ظاهر الرواية أو مشى عليه

أصحاب المتون والشروح وقد جمعت هذه المرجحات للقول بالإطلاق فلا يعدل عنه فافهم. “ (۳۶۷/۲)

صدقۃ الفطر متفرق طور پر دینا:

صدقۃ الفطر میں دونوں طریقے جائز ہیں، خواہ ایک آدمی کا صدقۃ الفطر متعدد مستحقین پر تقسیم کیا جائے یا ایک ہی مسکین کو دیا جائے، البتہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے، اسی طرح متعدد اشخاص کا ایک مسکین کو دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

فی الدر: ”و جاز دفع کل شخص فطرۃ إلى مسکین أو مسکینین علی ما علیہ الأكثر وبہ جزم فی الولوالجیة والخانیة والبدايع والمحیط، فكان هو المذهب کتفریق الزکاة. والأمر فی حدیث أغنوهم. للندب، فیفید الأولویة، كما جاز دفع صدقة جماعة إلى مسکین واحد بلا خلاف.“ (الدر المختار: ۳۶۷/۲)

صدقۃ فطر کس کی طرف سے واجب ہے؟

صدقۃ فطر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے اداء کرنا واجب ہے، نابالغ بچوں میں کوئی صاحب نصاب ہے تو فطرانہ اسی کے مال میں سے دیا جائے اور یہی حکم مجنون اولاد کا ہے۔ (ہدایہ مع فتح القدر: ۲۲۰/۲)

درج ذیل رشتہ داروں کی طرف سے صدقۃ فطر اداء کرنا واجب نہیں:

بیوی، بالغ اولاد، والدین، بہن، بھائی و دیگر اعزہ گو کہ اس کے عیال میں ہوں (اس کے زیر کفالت ہوں) ہاں اگر والد مسکین اور مجنون ہوں تو بیٹے پر ان کا صدقۃ فطر اداء کرنا واجب ہے، اپنی بالغ اولاد اور بیوی کا صدقہ ان سے اجازت لئے بغیر بھی اداء کر دیا تو اداء ہو جائے گا، بشرطیکہ بالغ اولاد اس کے عیال میں ہو، ورنہ صدقۃ فطر اداء نہ ہوگا اور باقی رشتہ داروں میں کسی

کی طرف سے بھی بلا اجازت اداء کرنے سے اداء نہ ہوگا۔ (فتاویٰ عالمگیریہ : ۱/۱۹۲)

ماں کے ذمہ بچوں کا فطرانہ نہیں، خواہ وہ مالدار ہی ہو۔ (ردالمحتار : ۲/۳۶۱)

نابالغ اور مجنون اگر صاحبِ نصاب تھے اور ان کے سرپرست نے ان کے مال سے صدقہ فطر اداء نہ کیا تو بالغ ہونے پر اور جنون زائل ہونے پر دونوں کے ذمہ گزشتہ سالوں کا صدقہ فطر اداء کرنا واجب ہے۔ ہاں اگر یہ دونوں صاحبِ نصاب نہ تھے اور ان کے سرپرست نے بھی ان کی طرف سے اداء نہ کیا تو ان کے ذمہ کچھ نہیں۔

(بدائع الصنائع: ۲/۹۲)

”وأما العقل والبلوغ فليس من شرائط الوجوب في قول أبي حنيفة وأبي يوسف حتى تحب على الصبي والمجنون إذا كان لهما مال ويخرجها الولي من مالهما.“

(شامية: ۲/۳۵۹)

”لا عن زوجة وولده الكبير العاقل ولو أدى عنهما بلا إذن أجزأ استحساناً للإذن عادة، أي لو في عياله وإلا فلا.“ (تنوير: ۲/۳۶۳)

”وأشار إلى أنها لا تجب أيضاً على الإبن عن أبيه ولو في عياله إلا إذا كان فقيراً مجنوناً كما في البحر والنهر..... لكن حكى في جامع الصغار الإجماع على الوجوب (إذا كان الأب فقيراً مجنوناً) معللاً بوجود الولاية والمؤنة جميعاً.“

(شامية : ۲/۳۶۳)

”في البدائع أن الصبي الغني إذا لم يخرج وليه عنه ففي أصل أبي حنيفة وأبي يوسف أنه يلزمه الأداء لأنه يقدر عليه بعد البلوغ..... فلو كانا فقيرين لا يلزمهما

الأداء بعد البلوغ والإفاقة لعدم الوجوب عليها.“ (شامية : ۲/۳۶)

دادا پر پوتوں کا صدقۃ الفطر دینا لازم نہیں:

دادا پر پوتے کا صدقۃ الفطر دینا لازم نہیں، خواہ اس کا والد فوت ہو گیا ہو یا زندہ ہو لیکن فقیر ہو، ہاں اگر دے دے تو بہتر ہے۔

فی الشامیة: ”قلت: لکن فی الخانیة: لیس علی الجد أن یؤدی الصدقة عن أولاد ابنه المعسر إذا كان الأب حیا باتفاق الروایات، وكذا لو كان الأب میتا فی ظاہرا الروایة.“ (۳۶۲/۲)

وأما الأفضلیة فلو جو د قول صاحب الدر: ”والجد كالأب عند فقده أو فقره كما اختاره فی الاختیار.“ (۳۶۲/۲)

صدقۃ فطر کی مقدار و مصارف

صدقۃ فطر کی مقدار:

اگر صدقۃ فطر میں گندم، جو، کھجور اور کشمش چار اجناس میں سے کوئی جنس اداء کرنا چاہیں تو وزن کا لحاظ ضروری ہے، یعنی گندم سے اداء کریں تو نصف صاع اور جو، کھجور، کشمش سے اداء کریں تو ایک صاع ہے، گندم اور جو کے آٹے اور ستو کا بھی وہی حکم ہے جو گندم اور جو کا ہے، بقیہ اجناس (مکئی، باجرہ، چاول وغیرہ) سے اگر فطرانہ اداء کرنا چاہیں تو وزن کا اعتبار نہیں بلکہ قیمت کا لحاظ ضروری ہے، یعنی ان کی قیمت نصف صاع گندم یا ایک صاع جو یا کھجور یا کشمش کی قیمت کے برابر ہو، وزن خواہ اس سے زیادہ ہو یا کم۔ لہذا کسی نے کم قیمت کھجوروں کے ایک صاع کی جگہ اس کی قیمت کے مساوی نصف صاع عمدہ کھجور اداء کی تو جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کسی نے مکئی، باجرہ یا چاول کا ایک صاع اداء کیا مگر اس کی قیمت نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور وغیرہ کی قیمت سے کم تھی تو جائز نہیں۔

” نصف صاع من بر أو صاع من تمر أو شعير و مالم ينص عليه كذرة و خبز يعتبر فيه القيمة .“ (۳۶۵/۲)

” قال في البدائع: ولا يجوز أداء المنصوص عليه بعضه عن بعض باعتبار القيمة سواء كان الذي أدى عنه من جنسه أو من خلاف جنسه بعد أن كان من المنصوص عليه .“ (شامية: ۳۶۴/۲)

نصف صاع کی مقدار:

بعض علماء کے قول کے مطابق نصف صاع پونے دو کلو کا اور صاع ساڑھے تین کلو کا ہوتا ہے، جبکہ بعض علماء کی تحقیق کے مطابق نصف صاع سواد و کلو اور صاع ساڑھے چار کلو کا ہوتا ہے۔ مفتی اعظم حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق بھی یہی ہے اور اس میں احتیاط بھی ہے، کیونکہ اس تحقیق پر عمل کرنے میں صدقہ فطر کی ادائیگی یقینی ہے، اور عبادات میں احتیاط پر ہی عمل کرنا چاہئے۔

جنس یا قیمت:

فطرانہ میں چاہیں یہی اشیاء اداء کریں، چاہیں بصورت نقد ان کی قیمت اداء کریں، ہر طرح جائز ہے، بلکہ نقد کی صورت میں اداء کرنا اس لحاظ سے بہتر ہے کہ اس سے فقیر اپنی ہر ضرورت پوری کر سکتا ہے۔

فی الدر: ”ودفع القيمة أفضل من دفع العين على المذهب المفتى به .“
وفى الحاشية: ”العلة فى أفضلية القيمة كونها أعون على دفع حاجة الفقير لاحتمال أنه يحتاج إلى غير الحنطة .“ (شامية: ۳۶۶/۲)

بازار میں راشن کے آٹے کا بھاؤ کم اور گیہوں کا بھاؤ زیادہ ہوتا ہے۔ ایسے میں صدقہ الفطر

کے لئے گیہوں کی قیمت ادا کریں، آٹے کی قیمت گیہوں سے کم ہو تو آٹا یا اس کی قیمت دینے سے صدقۃ الفطر ادا نہ ہوگا۔ (أحسن الفتاویٰ: ۴/۳۸۴)

صدقۃ فطر کا مصرف کون؟

صدقۃ الفطر کا مصرف ہر وہ شخص ہے جو مصرف زکوٰۃ ہے۔ (ردالمحتار: ۲/۳۶۹)

یعنی جس کی ملک میں سونا، چاندی، مال تجارت، نقدی اور زائد از ضرورت اشیاء میں سے کوئی چیز نہ ہو یا ہو لیکن بقدر نصاب (۵۲۵ تولہ چاندی کی قیمت) سے کم ہو۔

”و صدقۃ الفطر کا لزکاة فی المصارف.“ (شامیہ: ۲/۳۶۹)

امام کو زکوٰۃ و صدقۃ فطر دینا:

امام کو زکوٰۃ و صدقۃ فطر دینا دو شرطوں سے جائز ہے:

- ۱۔ امام مستحق زکوٰۃ ہو۔
- ۲۔ لوگ یہ رقم اسے امامت یا قرآن سنانے کی اجرت کے طور پر نہیں بلکہ ادا زکوٰۃ و صدقۃ فطر کے طور پر دیتے ہوں۔

اگر امام مستحق زکوٰۃ نہیں، یا یہ رقم اسے اجرت کے طور پر دی جاتی ہے تو امام کو دینا اور اس کے لئے لینا جائز نہیں، لوگوں کی زکوٰۃ و صدقۃ فطر بھی ادا نہیں ہوگا۔

فی الشامیة: ”لو دفع الی من قضی علیہ بنفقته من أنه لا یجزیہ عن الزکاة إن احتسبه من النفقة وإن احتسبه من الزکاة یجزیہ.“ (۲/۳۵۶)

صدقۃ فطر اور جہادی تنظیمیں:

صدقۃ فطر کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے، یعنی مساکین، لہذا جو مدارس اور جہادی تنظیمیں مستند علماء کی زیر نگرانی کام کر رہی ہیں اور زکوٰۃ و صدقۃ فطر کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے کا

اہتمام کرتی ہیں، انہیں زکوٰۃ و صدقہ فطر دیا جاسکتا ہے، بلکہ مدارس کے طلبہ اور مجاہدین کو دینے میں دین کی حفاظت و اشاعت کا اجر بھی ملے گا۔

”التصدق على الفقير العالم أفضل من التصدق على الجاهل، كذا في الزاھدی.“

(ھندیۃ: ۱۲۸۷/۱)

صدقۃ الفطر ایک مرتبہ واجب ہونے کے بعد ساقط نہیں ہوتا:

عید کے دن صبح صادق نکلتے وقت صاحبِ نصاب ہو تو اگرچہ بعد میں یہ فقیر ہو جائے یا وہ مال و نصاب ہلاک ہو جائے جس کی بنیاد پر اس پر صدقۃ الفطر لازم تھا تو صدقہ فطر ساقط نہیں ہو گا، بلکہ اس کے ذمہ باقی ہے، جب بھی قدرت حاصل ہو دینا لازم ہے۔

فی الدر: ”فلا تسقط الفطرۃ و كذا الحج بهلاك المال بعد الوجوب.“

(۳۶۱/۲)

سونے چاندی کے سوا دوسرے زیور سے صدقۃ الفطر کا حکم:

جب عورت کی ملکیت میں سونے چاندی کا زیور یا جہیز کا وہ سامان جو گھر کی بنیادی ضرورت نہیں، محض زیب و زینت کے لئے ہوتا ہے بقدرِ نصاب ہو تو اس پر صدقۃ الفطر واجب ہے۔ البتہ سونے، چاندی کے سوا وہ زیور جو زینت کے لئے استعمال ہوتے ہوں مثلاً ہیرے، جواہرات وغیرہ تو اس میں دو قول ہیں، احتیاط اسی میں ہے کہ اگر ان کی وجہ سے نصاب مکمل ہو صدقۃ الفطر اداء کیا جائے۔

”سئل الحسن بن علی عن لها جواھرو لآلی تلبسھا فی الأعیاد و تتزین بها

للزوج و لیست للتجارة هل علیھا صدقة الفطر؟ قال نعم إذا بلغت نصابا و سئل

عنها عمر الحافظ فقال لا یجب علیھا شیء.“

(شامیہ: ۳۴۸/۲)

صدقۃ الفطر کس کو دینا افضل ہے؟

جہاں صدقۃ الفطر دینے والا موجود ہو اس جگہ کے فقراء کو دینا افضل ہے، اگرچہ جس کی طرف سے دے رہا ہو مثلاً نابالغ اولاد وغیرہ وہ دوسری جگہ ہوں۔

فی الشامیة: ”قلت: لکن فی التتارخانیة: یؤدی عنہم حیث ہو، وعلیہ الفتویٰ وھو قول محمد، ومثلہ قول أبی حنیفۃ، وھو الصحیح.“ (۳۵۶/۲)



پیشکش: ابو زبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]